ڈاکٹر محمد آفتاب احمد

تحقیقی مقالے میں بنیادی مآخذ اور ان کی اہمیت

ایک معیاری تحقیقی مقالے کے لیے تمام متعلقہ مواد کا حصول بیحد اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ مواد کی دستیابی ہی تحقیقی کام کو خوش اسلوبی سے انجام دینے کی ضامن ہوتی ہے۔

کسی شاعر یا ادیب کی شخصیت اور فن پر تحقیقی کام کرنے کے لیے اس کے آباؤ اجداد، ماحول اور پیدائش سے لے کر اس کی وفات تک کے تمام حالات کا مستند ریکارڈ اور دستاویزات کا حصول مقالے کی تکمیل کے لیے انتہائی ضروری ہے کیونکہ اس مواد پر تحقیق کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔

تحقیقی عمل میں عام طور پر دو قسم کے مآخذ یا مصادر استعمال میں لائے جاتے ہیں۔ ایک کو بنیادی مآخذ اور دوسرے کو ثانوی مآخذ کہتے ہیں۔ تحقیق میں ان دونوں مآخذ کی روشنی مین جملہ مواد جمع کیا جاتا ہے۔

بنیادی مآخذ میں ایسی دستاویزات شامل ہوتی ہیں جو زیر تحقیق شخص کی خود تیار کی ہوئی ہوں یا سرکاری طور پر تیار کی گئی ہوں یا کسی قریبی دوست یا رشتے دار نے مشاہدے کے بعد انتہائی احتیاط سے تیار کی ہوں۔ اس قسم کی دستاویزات اور ریکارڈ میں ذاتی کاغذات، خطوط، انٹرویوز، یادداشتیں، تبصرے، روزنامچے، مضامین، خطبات، شعری سرمایہ، نثری سرمایہ، یادگار تصاویر، لباس، ذاتی استعمال کی اشیاء، فرنیچر، وصیت نامے، معاہدے، مقالے، شجرہ نسب، پیدائش کا سرٹیفکیٹ، تعلیمی اسناد، اعزازات، خرید و فروخت کی رسیدیں، وثیقے، مکان اور جائداد کی رجسٹریاں، اخبارات اور رسائل میں شائع شدہ تبصرے اور بیانات، کسی دوست یا قرابت دار کی طرف سے متعلقہ شخص کی عادات و اطوار، اخلاق و کردار، مشاغل اور روزمرہ کے معمولات کا ریکارڈ اس کے علاوہ بیوی بچوں بہن بھائیوں، والدین اور عزیز واقارب سے برتاؤ اور سلوک کی صورت حال، مذہبی اقدار، طبیعت کے میلانات، خصلت، صلاحیتیں، کوتاہیاں، وجۂ شہرت، سوسائٹی میں مقام کا ثبوت نیز ایسی مستند تحریریں اور تبصرے جو دیگر

Scanned by CamScanner

محققین اور ادباء کی طرف سے شائع کیے گئے ہوں اور ان کے ثبوت عینی شاہدوں کے ذریعے حاصل کیے گئے ہوں۔ ایک معیاری مقالے میں اس قسم کی تمام معلومات، شہادتیں اور ثبوت بنیادی مآخذ میں شامل ہیں۔ بنیادی مآخذ چھان بین کے بعد استعمال کیے جاتے ہیں کیونکہ یہی درست اور حتمی نتائج کے حصول کا ذریعہ ہوتے ہیں۔

مثال کے طور پر علامہ اقبال کی زندگی اور فن کے کئی پہلو سامنے آتے ہیں ان میں ان کا بچپن جوانی اور باقی عمر کے خصوصی حالات ہیں جنہیں سیرت اقبال کہا جا سکتا ہے۔ پھر زندگی کے کئی پہلو اور بھی ہیں مثلاً علامہ کی تعلیمی زندگی، سیاسی زندگی، علامہ بحیثیت وکیل، بحیثیت بیٹا، شاگرد، بھائی، خاوند، استاد، والد اور دوست، اس کے علاوہ علامہ کے سفر، علامہ بحیثیت مفکر اسلام، علامہ کے نظریات و افکار وغیرہ غرض کہ علامہ کی زندگی اور نظریات سے متعلق جتنی تحقیق ہوگی اس میں حقائق کا کھوج لگانا اور انہیں سچائی کی کسوٹی پر پرکھنا ایک محقق کے لیے بڑا اہم مرحلہ ہوتا ہے۔ ایسے تمام حقائق کی جمع آوری بنیادی مآخذ کے زمرے میں آتی ہے۔ علامہ اقبال کی سیرت اور افکار پر بہت کام ہو چکا ہے اور ابھی تک ہو رہا ہے۔ علامہ کے افکار پر تحقیق کے لیے علامہ کی شعری کتب اور نثری کتب بنیادی مآخذ ہیں۔ ان کے علاوہ آپ کے اقوال جو بڑی حد تک جمع کیے جا چکے ہیں نیز اعزازات، اسناد، اور خطوط بنیادی مآخذ ہیں۔ اگر یہ مآخذ اصل صورت میں دستیاب ہو جائیں تو تحقیقی کام معیاری اور قابل قدر گردانا جائے گا یہی طریقے کار ہر شاعر اور مصنف کے حالات زندگی اور اس کے فن کی تحقیق کے ضمن میں اپنایا جاتا ہے۔

بعض اوقات تحقیق میں بڑی گھمبیر صورت حال پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک محقق کو بڑی جانفشانی سے کام کرنا پڑتا ہے اور روایات اور درایت سے کام لے کر صحیح صورت حل تک پہنچنا پڑتا ہے۔

مثلاً علامہ اقبال کی تاریخ پیدائش میں عجیب و غریب صورت حال سامنے آتی ہے۔ بہت پہلے 1909ء میں منشی محمد الدین فوق نے ''حالات اقبال'' کے نام سے ایک مضمون کشمیری میگزین لاہور میں شائع کیا تھا اس میں علامہ کا سال پیدائش 1878ء لکھا تھا۔ پھر یہی مضمون ''نیرنگ خیال'' کے 1933ء کے اقبال نمبر میں دوبارہ شائع ہوا جس کا عنوان ''ڈاکٹر شیخ سر محمد اقبال مختصر سوانح حیات'' رکھا گیا اس مضمون میں بھی یہی سال پیدائش تحریر تھا۔ 1

منشی فوق علامہ اقبال کے قریبی ملنے والوں میں سے تھے۔ علامہ نے اس سال پیدائش پر کبھی

اعتراض نہیں کیا۔

خمخانۂ جاوید میں سال پیدائش 1870ء درج ہے۔2

حافظ محمود شیرانی نے ''سرمایہ اردو'' میں جو میٹرک کے نصاب کی کتاب تھی، علامہ کا سال پیدائش 1875ء لکھا۔3

حافظ محمود شیرانی نے جو علامہ کے قریبی نیاز مندوں میں شامل تھے لکھا ہے 1893ء میں علامہ نے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور پانچ مئی 1893ء کو ایف۔اے میں داخل ہوئے۔ سکاچ مشن کالج سیالکوٹ کے ریکارڈ کے مطابق اس وقت علامہ کی عمر اٹھارہ برس تھی۔ اس لحاظ سے سال پیدائش 1875ء بنتا ہے۔4

پنجاب یونیورسٹی کیلنڈر کے اندراج کے مطابق علامہ نے بی۔اے کا امتحان 1897ء میں پاس کیا جہاں علامہ کی بیان کردہ اطلاع کے مطابق عمر انیس سال درج ہے اس لحاظ سے سال پیدائش 1878ء بنتا ہے۔5

علامہ اقبال نے 1907ء میں میونخ یونیورسٹی میں پی۔ایچ۔ڈی کا مقالہ پیش کیا تو شروع میں اپنے حالات زندگی بھی تحریر کیے اس میں تاریخ پیدائش 3 ذی قعدہ 1294ھ لکھی اور بریکٹ میں 1876ء کا سنہ درج کیا۔ تقویم کی رو سے 3 ذی قعدہ 1294ھ کو 9 نومبر 1977ء کو تاریخ نکلتی ہے۔

محمد طاہر فاروقی نے تاریخ پیدائش 24 ذی الحج 1289ھ بمطابق 12 فروری 1873ء لکھی ہے۔6 (کیونکہ میونسپل ریکارڈ کے مطابق 1873ء میں نتھو (نور محمد) کے ہاں ایک لڑکے کی پیدائش کا اندراج موجود ہے)۔

عبدالمجید سالک نے علامہ کی ولادت فروری 1873ء تحریر کی ہے۔7

خالد نظیر صوفی نے میونسپل ریکارڈ کی 1870ء سے 1877ء تک چھان بین کر کے لکھا ہے کہ شیخ نور محمد کے چار بچے ہوئے اور علامہ اقبال کی صحیح تاریخ پیدائش 29 دسمبر 1873ء ہے۔8

شیخ اعجاز احمد اور دوسرے محققین نے علامہ کی پی۔ایچ۔ڈی کے مقالے میں دی گئی تاریخ پیدائش کو درست بتایا ہے جو 9 نومبر 1877ء ہے۔9

1931ء کے پاسپورٹ میں تاریخ پیدائش 1876ء درج ہے۔10

Scanned by CamScanner

غلام رسول مہر نے اخبار انقلاب میں تحریر کیا ہے علامہ کے برادر بزرگوار کے مطابق علامہ کی تاریخ ولادت 22 فروری 1877ء ہے۔ 11

مؤلف روزگار فقیر اس کی تردید میں لکھتے ہیں ''راقم الحروف نے حضرت کے برادر شیخ اعجاز احمد سے تصدیق کرالی ہے کہ ان کے ہاں کوئی ایسا فیملی ریکارڈ نہ اب ہے نہ پہلے کبھی تھا جس میں حضرت علامہ کی تاریخ پیدائش 22 فروری 1873ء درج ہو''۔ 12

ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم کے بقول علامہ اقبال کا سال پیدائش 1872ء ہے۔ 13

''کلیات اقبال'' کے لحاظ سے: علامہ اقبال 1873ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ 14-15

اردو انسائیکلوپیڈیا کے مطابق: علامہ اقبال 22 فروری 1873ء میں سیالکوٹ کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے۔ 16

رام بابو سکینہ کے مطابق: سال ولادت 1875ء اور مقام ولادت سیالکوٹ پنجاب ہے۔ 17

مولوی عبدالسلام ندوی کے بیان کے مطابق: ڈاکٹر علامہ اقبال سیالکوٹ میں 1876ء میں پیدا ہوئے۔ 18

عبدالرحمٰن طارق کے بقول: اقبال 1876ء میں بمقام سیالکوٹ پیدا ہوئے۔ 19

سید ابوالحسن ندوی لکھتے ہیں کہ: اقبال پنجاب کے شہر سیالکوٹ میں 1877ء میں پیدا ہوئے۔ 20

''سر راس مسعود نے 1921ء میں ''انتخاب زریں'' میں علامہ کا سنہ پیدائش اگست 1870ء قرار دیا تھا۔ علامہ نے اس کی تائید یا تردید میں ایک لفظ بھی نہیں کہا اور خاموش رہے اگر نفی یا اثبات میں کچھ کہا ہوتا تو پھر کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں اس کا ذکر ہوتا۔ 21

حقیقت یہ ہے کہ اقبال 29 دسمبر 1873ء کو سیالکوٹ کے محلّہ کشمیریاں کی گلی چوڑیگراں میں پیدا ہوئے۔ اس کا حیرت انگیز انکشاف خود اقبال کے بڑے بھائی شیخ عطا محمد کے داماد ڈاکٹر نظیر صوفی نے اخبار جہاں کراچی میں کیا۔ ان کی تحقیق کے مطابق اقبال کی 29 دسمبر 1873ء کی ولادت کی رپورٹ لکھوانے والے اقبال کے والد شیخ نور محمد کے چچا زاد بھائی علی محمد تھے..... خاندانی شجرہ اور میونسپل ریکارڈ کی رو سے 1870ء سے 1876ء تک میاں جی نتھو (نور محمد) کے ہاں چار بچے بہ ترتیب ذیل پیدا ہوئے۔

میونسپل رجسٹر نمبر	تاریخ	محلہ / گلی	کوائف	باپ کا نام
433	6 ستمبر 1870ء	چوڑیگراں	لڑکی	نتھو
140	22 فروری 1873ء	کشمیریاں	لڑکا	نتھو
1048	29 ستمبر 1873ء	چوڑیگراں	لڑکا	نتھو
192	16 نومبر 1876ء	کشمیریاں	لڑکی	نتھو

29 دسمبر 1873ء کو پیدا ہونے والے لڑکے کے بعد میاں جی نتھو کے ہاں کوئی نرینہ اولاد ہی نہیں ہوئی تو پھر علامہ کی ولادت 1877ء میں مقرر کرنا چہ معنی دارد۔ 22

حکومت پاکستان نے مورخہ 9 فروری 1974ء کو یہ اعلان کیا کہ علامہ 3 ذی قعدہ 1294ھ بمطابق 9 نومبر 1877ء کو پیدا ہوئے۔

جبکہ جشن صد سالہ تقریب 29 دسمبر 1873ء کی بنیاد پر اس وقت کے وزیر تعلیم عبدالحفیظ پیرزادہ کی صدارت میں مجلس ترقی اردو ادب کے زیر اہتمام 13 فروری 1974ء کو منائی گئی۔ 23

علامہ اقبال کی زندگی سے متعلق تحقیق کا یہ صرف ایک پہلا قدم تھا۔مشہور شخصیات پر تحقیق کے لیے تمام بنیادی ذرائع اختیار کرنے ضروری ہوتے ہیں۔ عرق ریزی سے کام کرنا پڑتا ہے اور بڑی جانفشانی سے معمولی باتوں کا کھوج لگانا پڑتا ہے اور اس طرح جو بھی ثبوت فراہم ہوتے ہیں وہ بنیادی مآخذ میں شامل ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر علامہ اقبال کے خطوط سے ان کی زندگی کے بہت سے انکشافات ہوتے ہیں۔ ان کی تحریر کردہ کتب سے ان کے نظریات و خیالات کا پتا چلتا ہے۔ روزنامچہ بھی ایک بنیادی مآخذ ہے جس کے ذریعے تحقیق میں بڑی مدد ملتی ہے۔ مثلاً عطیہ فیضی کی ڈائری دوسرے حالات کے ساتھ ساتھ علامہ اقبال کے بارے میں بھی بہت کچھ حقائق سے آگاہ کرتی ہے۔

عطیہ فیضی کی ڈائری کے ایک ورق کی تحریر درج ذیل ہے جس میں انہوں نے پروفیسر آرنلڈ کا ایک بیان نقل کیا ہے۔

''میں ان کا پروفیسر تھا اور اقبال میرے خاص شاگرد تھے مگر ان کی عقل اور سمجھ اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ پڑھاتے پڑھاتے خود سیکھتا چلا جاتا تھا۔ اقبال بہت بلند پایۂ قابلیت رکھنے والے شخص ہیں'' 24

اسی طرح یادداشتیں بھی بنیادی مآخذ کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔ علامہ اقبال ہی کی مثال موجود

Scanned by CamScanner

ہے کہ آپ تاریخ کشمیر لکھنا چاہتے تھے۔ اسی طرح آپ مذہب اسلام کے حق میں ایسے دلائل دینا چاہتے تھے جن کی روشنی میں مغربی افکار ٹوٹ پھوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں مگر آپ اپنی زندگی میں یہ سب کچھ مکمل نہ کر سکے۔ آپ کے نوٹس اور یادداشتیں محققین کے لیے راہبر ثابت ہوئیں۔ آپ کی تحریر کردہ چند یادداشتیں حسب ذیل ہیں:

۱۔ ''میں سیدھی سادھی دیانتدارانہ زندگی بسر کرتا ہوں میرا دل اور میری زبان ایک دوسرے کے ساتھ کلیتاً ہمنوا ہیں''۔25

۲۔ ''قسم ہے خدائے ذوالجلال کی جس کے قبضے میں میری جان اور آبرو ہے اور قسم ہے مجھے اس بزرگ و برتر کی جس کے ذریعے سے مجھ کو خدا پر ایمان نصیب ہوا اور مسلمان کہلاتا ہوں۔ دنیا کی کوئی طاقت مجھے حق کہنے سے باز نہیں رکھ سکتی''۔26

۳۔ ''کردار ہی وہ غیر مرئی قوت ہے جس سے قوموں کے مقدر متعین ہوتے ہیں۔'' 27

۴۔ ''اقبال کلمۂ حق کہنے سے باز نہیں رہ سکتا''۔28

علامہ اقبال کی یادداشتوں پر مبنی ڈاکٹر صابر کلوروی نے ''تاریخ تصوف'' مرتب کی۔29 جس میں علاّمہ کے نوٹس موجود ہیں۔ اس سے علاّمہ کے نظریہ تصوف کا پتہ چلتا ہے۔

ان کے علاوہ چشم دید گواہوں کے بیانات بھی بنیادی مآخذ میں شمار ہوتے ہیں۔ مثلاً کردار ایک ذاتی معاملہ ہے اور اگر کسی کے کردار کے بارے میں حقائق جاننا ہوں تو ایک مشکل مرحلہ درپیش ہوتا ہے۔ کسی کے کردار کے بارے میں اس کی بات ہی تسلیم کی جاسکتی ہے جو چشم دید گواہ ہو۔

علاّمہ اقبال کے کردار ہی کو لے لیجیے۔ آپ کے کردار کے بارے میں چشم دید گواہوں کے بیانات درج ذیل ہیں جن سے علاّمہ کا کردار واضح ہو کر ایک محقق کے سامنے آجاتا ہے۔

عبدالمجید سالک فرماتے ہیں:

''ڈاکٹر صاحب نہایت سادہ مزاج، درویش صفت، متوکل اور عاشق رسولؐ مسلمان تھے .... ان کا دل آئینے کی طرح صاف تھا جس میں کسی کی طرف سے کدورت نہ تھی۔''30

طاہر فاروقی فرماتے ہیں:

''حضرت اقبال اخلاق کا ایک عمدہ نمونہ تھے، خلیق اور ملنسار تھے۔ ہم نے کبھی آپ کو غصہ کرتے نہیں دیکھا...... جھوٹ سے انتہائی نفرت کرتے تھے، صداقت اور حق گوئی کو پسند کرتے تھے .....

Scanned by CamScanner

تکبر، ریا، جاہ پسندی اور ہوس دنیا نام کو بھی آپ میں نہ تھی''۔31

خالد نظیر صوفی فرماتے ہیں :

''اقبال کے مزاج میں بیحد سادگی تھی اور یہ سادگی اس کی زندگی کے ہر پہلو میں نظر آتی ہے۔اس کے کھانے میں سادگی تھی، اس کے لباس میں سادگی تھی۔''32

مولانا عبدالمجید سالک فرماتے ہیں: ''ڈاکٹر صاحب نماز پڑھتے تھے ..... تلاوت قرآن مجید روزمرہ کا باقاعدہ معمول تھا''33

''علامہ مرحوم حد درجہ سادگی سے گفتگو فرماتے وہ اپنے ساتھی کو اس کا احساس تک نہ ہونے دیتے کہ وہ بہت بڑے عالم و فاضل کی معیت میں ہے۔''34

علاوہ ازیں تقاریر، اقوال اور خطبات بھی بنیادی مآخذ میں شامل ہیں۔ مثلاً علامہ اقبال کا ''خطبہ الہٰ آباد'' ایک یادگار تقریر ہے جس میں پاکستان کا تصور پیش کیا اسی طرح علاّمہ کے اقوال اور خطبات کا مطالعہ ایک محقق کے لیے تحقیق کی راہیں کھول دیتا ہے مثلاً:

''اگر آپ چاہتے ہیں کہ دنیا کے شور غل میں آپ کی آواز سنی جائے تو آپ کی روح پر محض ایک ہی خیال کا غلبہ ہونا چاہیے۔ مقصد واحد کی لگن والا آدمی سیاسی اور معاشرتی انقلاب پیدا کرتا ہے۔ سلطنتیں قائم کرتا ہے اور دنیا کو آئین عطا کرتا ہے۔''35

''جب تک کوئی قوم اپنے نصب العین پر قائم رہتی ہے۔ اپنی روایات کو زندہ رکھتی ہے اور اپنے اصل الاصول سے پیچھے نہیں ہٹتی اس وقت تک عوام بے راہ رو نہیں ہونے پاتے۔ خواص ان کی راہنمائی کرتے ہیں۔ قوم کے وجود ملی کو تقویت پہنچتی ہے اور وہ اپنی ترقی اور کامرانی کی منزلوں میں باامید و بااعتماد آگے بڑھتے ہیں۔''36

''اسلام سے محمد اقبال کی والہانہ محبت، قرآن مجید میں تدبر و تفکر، آیات قرآن کی تفسیر، قادیانی تحریک سے بیزاری، علی گڑھ تحریک کی حمایت، سیاست میں سرسید کی تعریف مگر تفسیر میں اختلاف، شوق مطالعہ، اسلامی علوم و معارف کی اشاعت کا خیال۔ اشاعت، توکل، دُنیوی اعزاز اور دولت سے بے نیازی، یہ تھے محمد اقبالؒ'' 37

ثانوی مآخذ میں ایسے ریکارڈ شامل ہوتے ہیں جن کو ایسے افراد مرتب کرتے ہیں جو خود واقعہ میں شریک نہیں ہوتے یا جنہوں نے بذات خود واقعے کا مشاہدہ نہیں کیا ہوتا لیکن وہ واقعے کا ریکارڈ تیار

Scanned by CamScanner

کرتے ہیں۔ دراصل کچھ واقعات ایسے ہوتے ہیں جن کے چشم دید گواہ نہیں ہوتے کچھ واقعات سینہ بہ سینہ چلے آتے ہیں اور جو واقعہ بیان کررہا ہوتا ہے اس نے بھی کہیں سے سنا یا پڑھا ہوتا ہے۔

مثلاً کسی مصنف یا شاعر کے بچپن کے حالات معلوم کرنا مشکل مرحلہ ہوتا ہے خاص طور پر جب کہ وہ مصنف یا شاعر پرانے زمانے کا ہو، ایسی صورت حال میں مختلف روایتوں کو پیش نظر رکھا جاتا ہے، اگر اُن میں اختلاف نہ ہو تو انہیں درست تسلیم کرلیا جاتا ہے اس طرح کسی کے علم وفکر، کردار، عادات و اطوار وغیرہ کے بارے میں چشم دید گواہ نہ ملیں تو دوسروں کے بیان پر اکتفا کرنا پڑتا ہے بشرطیکہ بیان کرنے والے قابل اعتماد ہوں، نیز جب ایک مصنف دوسرے مصنف کا اقتباس پیش کرتا ہے تو وہ بھی ثانوی مآ خذ میں شامل ہوتا ہے۔ نصابی کتب، روایات، قصے کہانیاں، مدوّن شدہ دیوان یا مرتب شدہ کتب بھی ثانوی مآ خذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مثلاً

علامہ اقبال کے بچپن کے واقعات کے بارے میں آپ کی بڑی بہن اور دوسرے رشتے داروں کے علاوہ آپ کے ساتھیوں کے حافظے پر بھی یقین کیا گیا ہے۔

خالد نظیر صوفی تحریر کرتے ہیں :

''میں مرحوم کے ابتدائی حالات کی جستجو میں دو مرتبہ سیالکوٹ گیا تھا اور ان تمام اصحاب سے ملا تھا جن سے مرحوم کے متعلق کچھ نہ کچھ معلوم ہوسکتا تھا۔ سید نذیر نیازی اور ڈاکٹر عبداللہ چغتائی بھی اس سفر میں میرے ساتھ تھے۔ شمس العلماء، مولانا میر حسن کے صاحبزادے سید تقی شاہ جو علامہ کے ہم عمر تھے انہوں نے بتایا تھا کہ ابتدا میں مرحوم کو دینی تعلیم کے لیے ایک مکتب میں بٹھا دیا گیا تھا۔'' ۳۸

یہ بیان جو خالد نظیر صوفی نے سید تقی شاہ سے منسوب کیا ہے ثانوی مآ خذ میں آئے گا کیونکہ سید تقی شاہ بھی ڈاکٹر اقبال کے ہم عمر تھے اور بچپن میں وہ بھی کم سن تھے۔ لہٰذا یہ سب کچھ محض حافظے کی بنا پر کہا گیا ہے مگر ان کے علاوہ کوئی اور ایسا نہیں جو واقعہ بیان کرسکے اس لیے اس پر یقین کرلیا گیا۔

''زندہ رود'' میں شیخ اعجاز احمد کے حوالے سے تحریر ہے:

''علامہ اقبال کے آباؤ اجداد میں کس نے اور کب کشمیر سے ہجرت کرکے سیالکوٹ میں سکونت اختیار کی۔ اس کے بارے میں پورے وثوق کے ساتھ کوئی بات نہیں کہی جاسکتی۔ قرائن یہ ہیں کہ اٹھارویں صدی کے آخر میں یا انیسویں صدی کے ابتدائی سالوں میں یہ ہجرت ہوئی ہوگی۔'' 39

''فوق نے دیدہ مری کی ''بابا لول حج'' (علامہ کے جدامجد) کے متعلق تحریر دیکھنے کے بعد جو کچھ

Scanned by CamScanner

اپنی طرف سے لکھا ہے ممکن ہے ان کی اپنی ذاتی تحقیق یا اقبال یا ان کے والد کی اطلاع پر مبنی ہو'' 40

جو بیانات عینی شواہد پر مبنی نہ ہوں بلکہ روایت سے تعلق رکھتے ہوں وہ ثانوی مآ خذ میں شمار ہوتے ہیں۔

ایسی کتب جو علامہ کی زندگی اور نظریات کے ضمن میں دوسری کتب کے حوالوں سے بعد میں لکھی گئیں ان کے اقتباسات بھی ثانوی مآ خذ میں شمار ہوں گے۔ جیسے جسٹس جاوید اقبال کی مرتب کردہ کتاب ''زندہ رود'' کے علاوہ بڑی تعداد میں شائع ہونے والی کتب جن کی فہرست اقبالیات کے ضمن میں دیکھی جاسکتی ہے۔

اس مضمون کے آخر میں علامہ کی زندگی سے متعلق تصاویر اور عکس منسلک کیے گئے ہیں جو بنیادی مآ خذ کو سمجھنے میں ممد ثابت ہوں گے۔

اسی طرح اگر زبان کے ارتقاء کے بارے میں تحقیق کرنی ہو تو پرانی کتب، رسائل اور اہم اخبارات کا مطالعہ بیحد ضروری ہے اگر ان کتب اور رسائل کے اصل نسخوں کی طرف رجوع کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ تحقیق میں خامی رہ جائے۔ لیکن اگر بعد میں شائع ہونے والی کتب سے رجوع کیا جائے تو تحقیق تشنہ ہوگی کیونکہ بعد میں شائع ہونے والی کتب کے مرتبین اپنے زمانے کی زبان سے متاثر ہوکر پرانے نسخے کی زبان بھی تبدیل کردیتے ہیں اور محقق مطلوبہ دور کی زبان کی پہنچ سے دور ہوجاتا ہے۔ ہمیشہ اُن کتب کا حصول ضروری ہوتا ہے جو مصنف نے خود لکھی ہوں یا خود لکھوائی ہوں یا اگر طبع کرائیں ہوں تو خود موجود ہو نیز کسی دور کی زبان سمجھنے کے لیے اسی دور کی لغت کا مطالعہ بھی ضروری ہے اس قسم کی موضوعاتی تحقیق کے لیے جو بھی بنیادی مآ خذ ہوں ان تک رسائی بیحد اہم ہوتی ہے۔ مضمون کے آخر میں چند عکس پرانی مگر اصل کتب کے شائع کیے گئے ہیں جو مصنف نے خود شائع کرائیں یا اس کے سامنے شائع ہوئیں۔ انہیں دیکھ کر ایک محقق کو بنیادی مآ خذ کے بارے میں باآسانی علم ہوسکے گا کیونکہ یہی حقائق، تحقیق کا مستند ذریعہ ہوتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

حوالہ جات

1) منشی محمد الدین فوق ۔ نیرنگ خیال، اقبال نمبر، ستمبر ۔ اکتوبر 1932ء ۔ ص ۔ 5

2) لالہ سری رام ۔ خم خانہ جاوید ۔ طبع 1908ء جلد اول ۔ مطبوعہ نول کشور ۔ ص ۔ 369

3) حافظ محمود شیرانی ۔ سرمایہ اردو ۔ پنجاب یونیورسٹی، لاہور ۔ ص ۔ 337

4) سید فقیر وحید الدین ۔ روزگار فقیر لائین آرٹ پریس، کراچی ۔ جلد اول ۔ ص ۔ 233

5) وحید قریشی، ڈاکٹر ۔ مضمون ۔ علامہ کی تاریخ ولادت، مشمولہ نقوش اقبال نمبر ۔ جلد دوم ۔ دسمبر 1977ء، لاہور ۔ ص ۔ 11

6) ڈاکٹر طاہر فاروقی ۔ سیرت اقبال، قومی کتب خانہ لاہور ۔ طبع ثالث ستمبر 1949ء ۔ ص 16

7) عبدالمجید سالک ۔ ذکر اقبال ۔ بزم اقبال لاہور، 1955ء ۔ ص ۔ 10

8) خالد نظیر صوفی ۔ اقبال درون خانہ ۔ بزم اقبال لاہور، اپریل 1971ء ۔ ص ۔ 155

9) سہ ماہی اقبال ۔ اقبال اکیڈمی لاہور ۔ جنوری 1973ء

10) وحید قریشی، ڈاکٹر ۔ مضمون ۔ علامہ کی تاریخ ولادت، مشمولہ نقوش اقبال نمبر ۔ جلد دوم ۔ دسمبر 1977ء، لاہور ص ۔ 14

11) غلام رسول مہر ۔ روزنامہ انقلاب بمطابق 21 اپریل 1938ء

12) سید فقیر وحید الدین ۔ روزگار فقیر لائین آرٹ پریس، کراچی ۔ جلد اول ۔ ص ۔ 236 - 237

13) خلیفہ عبدالحکیم، ڈاکٹر ۔ مضمون ۔ اقبال کی زندگی ۔ مشمولہ، آثار اقبال ۔ مرتبہ غلام دستگیر، ادارہ اشاعت اردو ۔ حیدر آباد ۔ ص ۔ 17

14) کلیات اقبال ۔ مطبوعہ نظام پریس بدایوں ۔ ص ۔ 3

15) کلیات اقبال ۔ مطبوعہ نسیم بک ڈپو، لکھنو ۔ ص ۔ 3

16) اردو انسائیکلو پیڈیا ۔ مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ پاکستان، ص ۔ 39

17) رام بابو سکسینہ ۔ تاریخ ادب اردو، مترجم مرزا محمد عسکری، علمی کتب خانہ ۔ ص - 186

18) عبدالسلام ندوی ۔ اقبال کامل، مکتبہ ادب اردو، لاہور ۔ ص ۔ 2

Scanned by CamScanner

19) عبدالرحمٰن طارق ۔ پیام اقبال ۔ اقبال اکادمی لاہور ۔ ص ۔ 28

20) سید ابوالحسن ندوی ۔ نقوش اقبال ۔ مجلس نشریات اسلام، کراچی ۔ ص ۔ 18

21) اکبر حیدری، ڈاکٹر ۔ علامہ اقبال کی صحیح تاریخ پیدائش ۔ مطبوعہ نقوش اقبال نمبر ۔ دسمبر 1977ء ۔ ص ۔ 37

22) ایضاً ۔ ص ۔ 39

23) ایضاً ۔ ص ۔ 40

24) عطیہ فیضی کی ڈائری ۔ مورخہ 2 اگست 1907ء، ومبلڈن

25) ضیاء الدین برنی ۔ مترجم، اقبال از عطیہ بیگم، اقبال اکیڈمی ۔ کراچی ص ۔ 60

26) شیخ عطا اللہ ۔ اقبال نامہ ۔ اول ۔ طبع شیخ محمد اشرف لاہور ۔ 1945ء ۔ ص ۔ 206

27) افتخار احمد صدیقی ڈاکٹر، جاوید اقبال ڈاکٹر ۔ شذرات فکر اقبال ۔ مجلس ترقی ادب لاہور ۔ 1973ء ۔ ص ۔ 134

28) شیخ عطا اللہ ۔ اقبال نامہ ۔ اول ۔ طبع ۔ شیخ محمد اشرف لاہور ۔ 1945ء ۔ ص ۔ 233

29) صابر کلوروی ۔ مرتب تاریخ تصوف از علامہ محمد اقبال ۔ مکتبہ تعمیر انسانیت ۔ لاہور، 1987ء

30) عبدالمجید سالک ۔ اقبال کا اسلوب زندگی ۔ مطبوعہ بزم اقبال لاہور ۔ ص ۔ 19

31) طاہر فاروقی ۔ سیرت اقبال ۔ قومی کتب خانہ لاہور ۔ طبع ثالث ۔ ستمبر 1949ء، ص ۔ 78

32) خالد نظیر صوفی ۔ اقبال درون خانہ ۔ بزم اقبال لاہور ۔ اپریل 1971ء ۔ ص ۔ 21

33) عبدالمجید سالک ۔ تقاریر یوم اقبال ۔ مطبوعہ بزم اقبال لاہور ۔ ص ۔ 15

34) اصغر علی شاہ ۔ اقبال باکمال ۔ تاج بک ڈپو لاہور ۔ 2 فروری 1966ء ۔ ص ۔ 75

35) افتخار احمد صدیقی، جاوید اقبال ڈاکٹر، شذرات فکر اقبال، مجلس ترقی ادب لاہور ص ۔ 169

36) سید نذیر نیازی ۔ اقبال کے حضور ۔ اقبال اکادمی پاکستان کراچی 1971ء ص ۔ 391

37) سید نذیر نیازی، دانائے راز، اقبال اکادمی پاکستان لاہور ۔ طبع ثانی 1988ء ۔ ص ۔ 196

38) خالد نظیر صوفی ۔ اقبال درون خانہ ۔ بزم اقبال لاہور ۔ اپریل 1971ء ۔ ص ۔ 18

39) جاوید اقبال ۔ مرتب ''زندہ رود'' شیخ غلام علی اینڈ سنز ۔ لاہور 1989ء ص ۔ 3

40) ملک حسن اختر ڈاکٹر ۔ اطراف اقبال، مکتبہ لائبریری لاہور ۔ 1972ء ص ۔ 24

Scanned by CamScanner